

شرح :- میری خاموشی میں لاکھوں ایسی آرزوئیں اور تمنائیں چھپی ہوئی ہیں، جن کا خون ہو چکا ہے اور ان کے پورا ہونے کی نوبت نہیں آئی۔ میری مثال اس کچھ ہوئے دیئے کی ہے، جو کسی غریب، بے وطن اور مسافر کی قبر پر جلایا گیا تھا۔ اور اس کی نو ختم ہو چکی۔

عام دستور ہے کہ لوگ عزیزوں کی قبروں پر چراغ روشن کر دیتے ہیں، اس طرح قبرستان کی خاموشی اور ادا سی میں بھی آبادی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہیں، لیکن جو لوگ باہر سے آئے اور مرکز سرزمین غیرین دفن ہو گئے، ان کا کوئی عزیز اور رشتہ دار موجود نہیں ہوتا۔ لہذا ان کی قبروں پر یا تو دیے جلائے ہی نہیں جاتے یا کسی نے ایک آدھ مرتبہ جلا بھی دیا اور وہ بجھ گیا تو کوئی اس کی پروا نہیں کرتا۔

مرزا کہتے ہیں کہ میرے دل میں بے شمار تمنائیں تھیں، جو خون ہو چکیں اور میں چُپ بیٹھا ہوں۔ گویا وہ دیا ہوں، جو کسی مسافر کی قبر پر جلایا گیا تھا، بجھا تو پھر کسی نے خبر نہ لی۔

شعر کی لفظی مناسبتیں، کمال تشبیہ اور تاثیر بیان ایک روشن کرامت ہے۔
۹۔ شرح :- میرا دل بوجھ چکا ہے اور اس میں کوئی اُمید باقی نہیں، لیکن خیالِ محبوب کے نقش کی روشنی تمام حال قائم ہے۔ گویا دل افسردگی کے باعث ایک حجرہ ہے، جس کے متعلق عام تصور تنگی و تاریکی کا ہوتا ہے، لیکن خیالِ یار کے پرتو کی برکت سے یہ حجرہ حضرت یوسفؑ کے قید خانے کا حجرہ بن گیا یعنی وہ کوٹھڑی جس میں یوسفؑ بند تھے۔

دلِ افسردہ کو نقشِ یار کے پرتو سے زندانِ یوسفؑ کا حجرہ قرار دینا ایک نادر تشبیہ ہے، جس کی مثالیں شعر و ادب میں بہت کم مل سکتی ہیں۔

۱۰۔ لغات :- تبسم ہائے پنہاں : زیر لب مسکراہٹیں۔

شرح :- معلوم ہوتا ہے کہ آج آپ رقیب کی بغل میں جا سوئے ہیں، ورنہ خواب میں آکر زیر لب مسکراہٹ کا اور کیا موقع ہو سکتا تھا۔